دشت کربلا

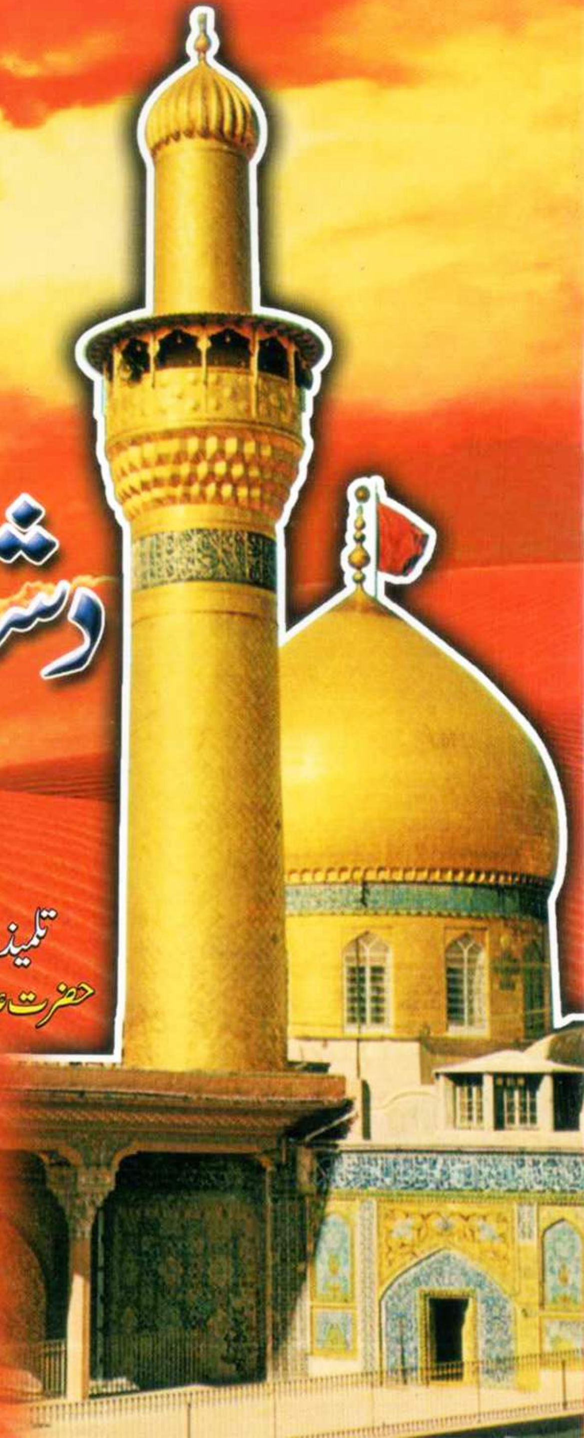

مؤلفہ

تلمیذ و خلیفۂ اعلیٰحضرت استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں صاحب

بریلوی علیہ الرحمہ

ناشر

رضا اکیڈمی

۵۲ ر ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ط

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو (ترجمہ کنزالایمان)

رسالۂ نایاب مشعر حالات شہادت

مسمٰی بہ

دشت کربلا

مؤلفہ

تلمیذ وخلیفۂ اعلیٰحضرت استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ

بفیض

حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری قدس سرہٗ

حسب فرمائش

قاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا صاحب قادری مصباحی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈاسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹ فون : ٦٦٣٤٢١٥٦

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۰۴

نام .... دشت کربلا

مؤلف .... تلمیذ وخلیفۂ اعلیٰحضرت استاذ العلماء حضرت علامہ
مولانا حسنین رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ

بموقع .... ۲۵ رویں شب محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

اشاعت .... بار دیگر

سن اشاعت ..... ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء

تعداد اشاعت .... دو ہزار (۲۰۰۰)

طابع .... رضا آفسیٹ ممبئی ۳

ناشر .... رضا اکیڈمی، ممبئی ۹

فقط نسبت کا جیسا ہوں حقیقی نوری ہو جاؤں مجھے جو دیکھے کہہ اٹھے میاں نوری میاں تم ہو
(حضور مفتی اعظم)

۱۷۵ رواں جشن ولادت

سراج السالکین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ، مارہرہ مطہرہ

۱۹ رشوال المکرم ۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اللہ تعالیٰ نے جو فضائل وکمالات انبیائے سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کو فرداً فرداً عطا فرمائے وہ تمام فضائل ہمارے سرکار سید ابرار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا تبار میں جمع کر دیئے یعنی جناب آدم علیہ السلام جیسی خلافت حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی سلطنت نبینا یوسف علیہ السلام جیسا حسن سیدنا ابراہیم علیہ السلام جیسی خلت جناب موسیٰ علیہ السلام جیسا کلام حضرت یونس علیہ السلام جیسا حسن سیدنا نوح علیہ السلام جیسا شکر عطا فرمایا ہے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ؛ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور ان کے علاوہ بہت سے مراتب علیا مرحمت ہوئے جیسے محبوبیت اصطفا رویت قرب شفاعت علم عرفان وغیرہ بظاہر صرف فضل شہادت اس بارگاہ عالم پناہ کی حاضری سے محروم رہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو وصف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا وہ کامل عطا ہوا اور کمال شہادت یہی ہے کہ آدمی غریب الوطن ہو میدان حرب و ضرب قایم ہوا اپنے دوستوں عزیزوں کو تہ تیغ ہوتا دیکھے بعض اقارب کا جگر خراش صدمہ خود اٹھائے اور بعض کو اپنے اوپر دست تاسف ملنے کے لئے

چھوڑ جائے اُس کے اہل وعیال دشمنوں کے ہاتھ قید ہوں اور اُس کی لاش بے گوروکفن کھلے میدان میں پڑی رہے دشمنوں کے گھوڑے اُسے پامال کریں اُس کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھکر دیگر دیار وامصار میں تشہیر کی جائے اور یہ تمام مصائب وآلام محض لوجہ اللہ برداشت کئے ہوں پھر اگر اس شان سے وہ شہنشاہ ذی جاہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میدان وغا میں شہید ہوتے تو مسلمانوں کے دل ٹوٹ جاتے اور اسلام میں رخنہ پڑ جاتا تو حکمت الٰہی اس امر کی مقتضیٰ ہوئی کہ یہ فضیلت اُس صاحب لولاک کی ذات پاک کے ساتھ حضرات حسنین کی وساطت سے ملادی جائے اسلئے کہ یہ حضور اکرم کے اجزا ہیں اور حضور کو بیٹے سے زیادہ عزیز ہیں ان کی شہادت بعینہ حضور کی شہادت ہے چنانچہ سرکار والا جاہ کا تعلق خاطر اور دلی محبت جو حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ہے اُس پر غور کیا جائے تو یہ روز روشن کی طرح ظاہر ہوجاتا ہے کہ امام مظلومین نے نیابتہً اس شرف کو عزت بخشی ہے تاکہ کوئی شرف وفضل ایسا نہ رہے جو اس بارگاہ عرش اشتباہ کی حاضری کا دم نہ بھرتا ہو۔

ایک بار حضور اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں داہنی زانو پر مظلوم کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور بائیں پر حضور کے لخت جگر سیدنا ابراہیم بیٹھے ہیں جبریل امین حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خدا ان دونوں کو حضور کے پاس نہ چھوڑیگا۔ ان میں سے ایک کو اختیار فرما لیجئے حضور اکرم نے امام حسین کی جدائی گوارا نہ فرمائی چنانچہ تین روز بعد حضرت ابراہیم کا وصال ہوگیا اس واقعہ کے بعد امام عالی مقام جب جب حاضر ہوتے آپ پیار کرتے اور کمال محبت سے فرماتے مَرْحَبًا بِمَنْ فَدَیْتُہٗ بِابْنِیْ مرحبا اُس پر جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا سرکار دوجہاں اپنے چاہنے والے خدا کی جناب میں سربسجود ہیں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ باہر سے تشریف لاتے ہیں اور پشت مبارک سے

لپٹ جاتے ہیں حضور اقدس سجدے کو طول دیتے ہیں اس لئے کہ سر اٹھانے سے لاڈلے بیٹے حسن کے گر جانے کا احتمال ہے اللہ ری محبت کہ خدا کے حبیب نے اپنے محبوب کی عبادت میں بھی اپنے پیارے بیٹے حسن کے ملال خاطر کو ملحوظ رکھا فرماتے ہیں ہمارے یہ دونوں بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں۔ فرمایا جاتا ہے کہ ان کا دوست ہمارا دوست ہے اور ان کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔

شدنی وہ جو بے ہوئے نہ رہے

دنیا چونکہ عالم اسباب ہے لہذا دنیا میں جب کوئی اہم واقعہ ہونے والا ہوتا ہے تو قدرت اس کے لئے پہلے سے اسباب مہیا کر دیتی ہے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک شام کا والی کیا پہلے ملک شام میں پھر رفتہ رفتہ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کا اقتدار بڑھتا گیا شہادت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یہ ان کے ولی جائز تھے ان کے خون کا مطالبہ انھوں نے چوتھے خلیفہ برحق امیر المومنین حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کی سرکار میں پیش کیا اور قاتلوں کو قتل کے لئے مانگا چونکہ ان لوگوں کا بڑا جتھا تھا اور پورا زور رکھتا خلیفہ برحق امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علانیہ بغاوت کر کے ابھی شہید کر چکے تھے امیر المومنین حیدر کرار نے بخیال فتنہ وہ درخواست قبول نہ فرمائی اس پر باہم شکر رنجی ہوئی نوبت بہ قتال پہنچی جس میں حق بدست امیر المومنین حیدر تھا اور امیر معاویہ کی خطا اجتہادی زمانہ کے امتداد اور ان واقعات کے بسط وکشاد سے جناب امیر اپنی امارت میں مستقل ہو گئے مگر چونکہ وہ ایک جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے جاں نثار تھے انھوں نے اہل بیت رضوان اللہ عنہم کے مراتب کا لحاظ و پاس رکھا جب جناب موصوف نے

سنہ ۶۰ہجری ماہ رجب میں وفات پائی یزید پلید ملک شام کے تخت و تاج کا مالک ہوا پس یہیں سے اُن واقعات کا آغاز ہو گیا جو اب تک لوح محفوظ میں محفوظ تھے اُسے کامل یقین تھا کہ نبی زادوں کے ہوتے ہوئے مرجانہ[1] کے جنے کی امارت کوئی نہ مانے گا لہذا اُس نے گلزار مصطفوی کے نوشگفتہ پھولوں کی طرف دستِ ستم دراز کیا پہلے چونکہ سیدنا امام حسن کا قتل اُسے منظور تھا اُن کی بی بی جعدہ سے سازو باز کیا اور اُس شقیہ سے اس ناری نے یہ وعدہ کر لیا کہ اگر وہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا زہر سے کام تمام کر دیگی تو میں اُسے اپنے نکاح میں لے لونگا چنانچہ اُس نے کئی مرتبہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا زہر نے اثر نہ کیا آخر کار زیادہ مقدار میں زہر دیکر وہ اپنے ناپاک ارادہ میں کامیاب ہو گئی یہاں تک کہ خاتون جنت کے پیارے محبوب خدا کے جگر پارے کے اعضائے باطنی کٹ کٹ کر نکلنے لگے جب یہ خبر وحشت اثر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اپنے پیارے بھائی کے پاس حاضر آئے اور بتول زہرا کے جگر گوشوں میں یہ باتیں ہونے لگیں۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پیارے بھائی آپ کو زہر کس نے دیا۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کیا اُس سے انتقام لینے کا ارادہ رکھتے ہو۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بیشک ضرور انتقام لوں گا۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اگر میرا قاتل وہی ہے جو میرے خیال میں ہے تو منتقم حقیقی پورا بدلہ لیگا اور اگر وہ نہیں تو مجھے یہ پسند نہیں کہ میری وجہ سے ایک بے گناہ قتل ہو نیز یہ کہ لوگ ہم سے میدان حشر میں اُمید شفاعت رکھتے ہیں نہ کہ ہم اُن سے انتقام لیں ؎

---

[1] یزید کی ماں کا نام تھا۔ ۱۲

واہ رے حلم کہ اپنا تو جگر ٹکڑے ہو ٭ پھر بھی ایذائے ستمگر کے روادار نہیں

پھر سیدنا امام حسین کو یوں وصیت فرمائی کہ اے حسین تم کوفیوں پر کبھی اعتبار نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بُلا کر دھوکہ دیں پھر پچھتاؤ گے اور اعدا کے ظلم و جفا سے محفوظ نہ رہ سکو گے یہ کہکر سکوت فرمایا اور ۴۷ سال کی عمر شریف تھی کہ داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا سے گزرنے والے بھائی چلتے چلتے وصیت فرما چکے ہیں مگر ہونے والی بات کو کون روک سکتا ہے جس دل ہلا دینے والے واقعہ کا قدرت پہلے سے انتظام کر چکی ہے اب اُس کا وقت جتنا جتنا قریب آتا جاتا ہے اُتنا ہی زبان خلق پر اُس کی شہرت ہوتی جاتی ہے ابھی جناب ختم رسالت کی تشریف آوری کو تین سو برس باقی تھے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پہلا اشتہار بدیں الفاظ شائع ہوا۔ ٥

اَتَرْجُوْ اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا ٭ شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ[1]

یہ درد بھرا اعلان ایک جگہ پتھر پر اور دوسری جگہ ارض روم کے ایک گرجا میں لکھا ہوا ملا مگر لکھنے والا معلوم نہ ہوا۔ پھر عہد رسالت میں تو یہ خبر جن و انس دملک میں برابر گرم رہی۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ام المومنین اُم سلمہ کے کاشانہ اقدس میں تشریف فرما تھے ایک فرشتہ (جو پہلے کبھی حاضر نہ ہوا تھا) حاضر ہوا جناب ام سلمہ کو ارشاد ہوا کہ دروازے کی نگہبانی کرو کہ کوئی آنے نہ پائے اتنے میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سے کھیلتے ہوئے آئے دروازہ کھول لیا اور اپنے چہیتے نانا جان کی گود میں بیٹھ گئے حضور اکرم

---

[1] کیا وہ گروہ جس نے حضور کو شہید کیا ہے قیامت کے دن اُن کے جدکریم کی شفاعت کا اُمیدوار ہے۔ ۱۲

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیار کرنے لگے فرشتہ نے یوں گفتگو آغاز کی۔
فرشتہ۔ کیا حضور انھیں چاہتے ہیں۔
رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ ہاں
فرشتہ۔ وہ وقت قریب آتا ہے کہ حضور کی اُمت انھیں بڑی بیدردی سے شہید کریگی حضور اگر چاہیں تو میں وہ زمین حضور کو دکھا دوں جہاں یہ شہید کیئے جائیں گے۔
پھر تھوڑی دیر میں فرشتہ نے مٹّی سُرخ حاضر کی اور حضور نے اُسے سونگھکر فرمایا ریحِ کربٍ وَبلاءٍ یعنی بے چینی اور بلا کی بو آتی ہے۔ پھر وہ مٹّی ام المومنین ام سلمہ کو عطا ہوئی اور ارشاد ہوا کہ جب یہ مٹّی خون ہو جائے تو جاننا کہ آج حسین شہید ہوا انھوں نے وہ مٹّی ایک شیشی میں رکھ چھوڑی اور اکثر فرماتی تھیں کہ جس دن یہ مٹی خون ہو جائے گی وہ کیسا سخت دن ہو گا۔ غرضکہ فرشتوں نے یہ وحشت اثر خبر دربار رسالت میں پہنچائی اور حضور نے جناب مولی علی کو مطلع کیا رفتہ رفتہ یہ خبر تمام انسانوں میں پھیل گئی اسی بنا پر حضرت مولا علی بھی جنگ صفین کو جاتے ہوئے جب زمین کربلا پر گزرے بے انتہا روئے اور فرمایا خاندان نبوت کے چند نونہال یہاں روکے جائیں گے یہاں اون کی سواریاں بیٹھیں گی یہاں کجاوے رکھے جائیں گے اور یہاں آل محمد کے کچھ نوجوان شہید ہوں گے جن پر زمین و آسمان روئیں گے۔ جب یزید کو سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے فراغ حاصل ہو گیا اُس نے ولید کو (جو مدینہ منورہ میں اُسی کی جانب سے والی تھا) لکھا کہ حسین سے بعیت لے ولید نے امام عالی مقام کو بلا بھیجا امام ولید کے پاس تشریف لے گئے ولید نے امام عالی مقام کو یزید پلید کا خط سُنایا اور بعیت کے لیے زبانی بھی عرض کیا امام عالی مقام نے یزید کی شراب خوری و زناکاری وغیرہ

فسق و فجور کے سبب سے صاف انکار کر دیا اور یہاں سے مکہ معظمہ کا ارادہ فرما دیا
پھر دو بارہ ولید نے بلا بھیجا فرما دیا صبح ہو لینے دو اور یہ ارادہ فرما لیا کہ رات میں
مع اہل و عیال کے مکہ معظمہ کو کوچ کیا جائے جس شب میں امام عالی مقام نے مکہ
معظمہ کا عزم فرمایا ہے وہ شعبان کی چوتھی شب ہے اس خیال سے کہ پھر خدا جانے
زندگی میں ایسا وقت ملے یا نہ ملے امام عالی مقام روضۂ انور میں اپنے جد کریم
کے حضور حاضر رہے آنکھ لگ گئی ہے خواب دیکھا کہ حضور پر نور تشریف لائے ہیں
امام کو کلیجے سے لگا لیا ہے فرماتے ہیں وہ وقت قریب آتا ہے کہ تم پیاسے
شہید کئے جاؤ اور جنت میں شہیدوں کے بڑے درجے ہیں یہ دیکھکر آنکھ کھل گئی
اُٹھے اور روضۂ اقدس کے سامنے رخصت ہونے کو حاضر ہوئے ہیں صلاۃ و سلام
عرض کر کے سر جھکا لیا ہے اپنے چاہنے والے جد کریم کا فراق یہ ایک ایسا خیال تھا
کہ امام عالی مقام کا دل بھر آیا اور زار و قطار رونے لگے حُبّ وطن قدموں پر لوٹتی
ہے کہ نہ جایئے اور غربت دامن کھینچتی ہے کہ دیر نہ لگایئے مجبوریوں کا تقاضا
ہے کہ جلد چلیئے رات کے تین پہر گزر چکے ہیں لوگ اپنے اپنے مکانوں
میں بے خبر پڑے سو رہے ہیں سارے شہر میں سناٹا ہے کہیں کسی کے
بولنے کی آواز کان تک نہیں آتی مگر اس وقت اہل بیت کے مکانوں میں
چہل پہل ہے جاگ ہو رہی ہے سفر کی تیاریاں ہیں سواریاں کسی جا چکی ہیں
امام عالی مقام کے بھانجے اور اہل و عیال سوار ہو رہے ہیں اُدھر امام عالی
مقام مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے اِدھر نبی زادوں کا قافلہ مدینہ منورہ سے
روانہ ہو گیا اہل بیت رسالت میں سے صرف محمد بن حنفیہ حضرت مولیٰ علی کے بیٹے
اور صغریٰ امام مظلوم کی صاحبزادی یہاں باقی ہیں ع الٰہی کیسا زمانے نے انقلاب کیا
خدا کی شان یہ وہی مدینہ طیبہ ہے کہ جب ختم رسالت صلے اللہ تعالےٰ علیہ

وسلم کو کفار قریش نے مکہ معظمہ میں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں اور ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا تو یہیں کو ہجرت فرمائی تھی پھر ہجرت کی اطلاع پائے کا سا کنان شہر کا شوق کیسا کچھ شوق تھا ان کے دلی جذبات انھیں روزانہ آبادی سے باہر کھینچ لاتے اور مکہ مکرمہ سے آنے والی راہ کو جہاں تک نظر کام کرتی ٹکٹکی باندھے تکا کرتے جب آفتاب کی تمازت دل ودماغ کو پریشان اور تار نظر کو منتشر کرنے لگتی تو لوٹ آتے۔ ایک روز نا وقت ہو جانے کے سبب سے لوٹ چکے تھے کہ ایک یہودی نے بلندی سے کہا کہ اے راہ دیکھنے والو پلٹو تمھاری مراد آئی یہ سنتے ہی دفعتہً لوٹ پڑے اور انتہائی جوش ومسرت کے ساتھ خدا کے محبوب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا استقبال کیا پروانہ وار قربان ہوتے ہوئے آبادی تک لائے پھر کیا تھا اہل مدینہ نے حبیب کردگار کے قدوم والا کی حد سے زیادہ خوشیاں منائیں دن عید اور رات شب برات سے بڑھا دی اور آج انھیں کے لاڈلے بیٹے حسین سے مدینہ چھوٹتا ہے اور کیسے کچھ کرب وبلا کے ساتھ کہ جس کا برداشت کرنا بھی امام عالی مقام ہی کا کام تھا یہ برکت والا قافلہ جس قدر آگے بڑھتا جاتا ہے اسی قدر مدینہ طیبہ کی پیچھے رہ جانے والی پہاڑیاں اور مسجد نبوی کے بلند مینار سر اٹھا اٹھا کر حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے اور زبان حال سے عرض کرتے رہ گئے کہ اے عظمت والے امام محبوب خدا جیسے جد کریم کا قرب اور خاتون جنت جیسی ناز اٹھانے والی ماں کا پڑوس اور امام حسن جیسے بھائی کی ہمسائگی کیوں ترک فرمادی مگر یہاں جتنا جتنا رات اپنا تاریک دامن سمیٹتی جاتی ہے اسی قدر اہل بیت رسالت کا یہ مختصر قافلہ تیزی کے ساتھ مکہ معظمہ جانے والی راہ پر بڑھتا چلا جاتا ہے حتیٰ کے صبح ہوتے ہوتے امام عالی مقام مدینہ طیبہ سے دور نکل گئے اور منزلیں طے

کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہو گئے۔ کوفیوں کو جب مدینہ منورہ کے تمام واقعات کی اور امام عالی مقام کے مکہ معظمہ آجانے کی اطلاع ہوئی تو مختلف لوگوں نے پے درپے ڈیڑھ سو خط بھیجے کہ ہم سب آپ پر سے اپنا جان و مال قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں آپ یہاں آجائیے اور امام عالی مقام کو اس درجہ یقین دلا دیا کہ امام نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجدیا اور یہ فرما دیا کہ تم اگر اُن کے ارادوں میں خیر اور نیتوں میں خلوص پاؤ تو مجھے اطلاع کرنا میں بھی آنے کے لئے تیار ہوں اور تم اُن سے میری بیعت لینا اسی مضمون کا خط اہل کوفہ کے نام لکھکر امام مسلم کو دیدیا امام مُسلم جب کوفہ میں داخل ہوئے کوفیوں نے نہایت عزت سے لیا ادھر تو کم بیش اٹھارہ ہزار کوفی امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور امام مسلم کو اپنی وفاداری کا ایسا کامل ثبوت دیا کہ انھوں نے امام عالی مقام کو لکھ بھیجا کہ کوفی سچے جاں نثار ہیں ہر طرح قربان ہونے کو تیار ہیں آپ بے تکلف تشریف لے آئیے اُدھر یزید کو اطلاع کر دی کہ امام حسین نے اپنے چچازاد بھائی مسلم کو کوفہ بھیجدیا ہے وہ برابر لوگوں کو بیعت کر رہے ہیں نعمان بن بشیر حاکم کوفہ بظاہر کچھ لوگوں کو اُن کی بیعت سے روکتے اور ڈراتے دھمکاتے ہیں اور باطن میں اُن سے ملے ہوئے ہیں چنانچہ یزید پلید نے فوراً بد نہاد ابن زیاد کو جو اُن دنوں حاکم بصرہ تھا حاکم کوفہ کر کے بھیجا اور نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر دیا اُس نے کوفہ میں آکے دیکھا کہ امام مسلم کے ساتھ ایک بڑی جماعت ہے اس نے اپنی عیاری سے بعض امرائے کوفہ کو روپیہ دیکر اور بعض کو ڈرا دھمکا کر اپنا ہم خیال بنالیا اب امام مُسلم کا کوئی مونس و مددگار نہ رہا ناچار آپ نے ایک مکاں میں پناہ لی کوفیوں کے غول امام مسلم پر حملہ کرتے مگر وہ خدا کا شیر اور شیر خدا کا بھتیجا وہ شجاعت کے جوہر دکھاتا کہ

کوفیوں کے چھکے چھوٹ جاتے آخر کار لڑتے لڑتے گرفتار ہوگئے ابن زیاد
کے پاس پہنچا دیے گئے۔ اس بدنہاد نے طرح طرح کی اذیتیں دیکر شہید کردیا ؎
بجرم عشق تو مارا اگر کشند چہ باک ؛ ہزار شکر کہ بارے شہید عشق تو ایم
امام مسلم نے صرف یہ وصیت فرمائی کہ میرے ساتھ کوفیوں کے اس طرز عمل
کی امام عالی مقام کو اطلاع کر دینا۔ جس دن امام مسلم کوفہ میں شہید کئے گئے ہیں
اُسی روز امام عالی مقام مکہ معظمہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے جب یہ خبر مکہ معظمہ میں
مشہور ہوئی کہ امام حسین نے آٹھویں ذالحجہ کوفہ کا قصد فرمالیا تو عمر بن عبدالرحمٰن
نے اس ارادے کا خلاف کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما نے بڑی عاجزی سے ہر چند روکا کوفیوں کی جناب مولا کے ساتھ
بیوفائیاں یاد دلائیں اور کہا کہ آپ اہل عرب کے سردار ہیں عرب میں رہیئے
فرمایا میں آپ کو خیر خواہ جانتا ہوں مگر میں مصمم ارادہ کرچکا ہوں عرض کی تو بی بیوں
بچوں کو تو نہ لیجائیے یہ بھی منظور نہ ہوا حضرت عبداللہ بن عباس ہائے پیارے
ہائے پیارے کہکر زار زار رونے لگے اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے منع کیا نہ مانا انھوں نے پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر
فرمایا اے شہید ہونے والے امام میں تمہیں خدا کو سونپتا ہوں حضرت عبداللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روکا فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے سُنا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے مکہ معظمہ کی بے حُرمتی
کیجائیگی میں پسند نہیں کرتا کہ وہ مینڈھا میں بنوں۔ اِدھر دنیا سے گزر جانے والے
بھائی کی وصیت یاد آتی ہے ادھر ان جلیل القدر صحابہ کی منت وسماجت کا بھی
لحاظ ہے مگر اس مجبوری کا کیا علاج کہ امام کے ناقہ کو قضا مہار پکڑ کے اُس میدان
کی جانب لئے جاتی ہے جہاں پردیسیوں کے قتل ہونے پیاسوں کے شہید

کیئے جانے کا سامان جمع کیا گیا ہے۔ امام عالی مقام مکہ معظمہ سے چل دیئے اثنائے راہ میں فرزوق شاعر ملے اُن سے کوفیوں کا حال پوچھا عرض کی کہ اے خاندان نبوت کے چشم و چراغ اُن کے دل حضور کے ساتھ ہیں اور تلوار بنو امیہ کے ساتھ ہے حضور نہ جائیں۔ اِدھر امام وادی بطحا سے باہر ہوئے اُدھر ابن زیاد بدنہاد کو خبر ہو گئی اُس نے کوفہ کے نواح میں مختلف مقامات پر فوجیں اُتار دیں امام عالی مقام نے قیس بن مسہر کو اپنی تشریف آوری کی اطلاع دینے کو فے بھیجا یہ قادسیہ پہنچکر ابن زیاد کے سپاہیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے پھر کوفہ میں ابن زیاد بدنہاد کے پاس بھیجدیئے گئے اُس مردود نے کہا کہ اگر جان کی خیر چاہتے ہو تو اس چھت پر چڑھکر حسین کو گالیاں دو وہ خاندان رسالت کا سچا جاں نثار چھت پر گیا اور حمد و نعت کے بعد بلند آواز سے کہنے لگا کہ حسین آج تمام جہان سے افضل ہیں وہ محبوب خدا کے پیارے بیٹے بتول زہرا کے لال اور جناب مولیٰ کے نونہال ہیں میں اُن کا قاصد ہوں انھیں کا حکم مانو پھر کہا کہ ابن زیاد اور اُس کے باپ پر لعنت ہے آخر اُس لعین نے جلکر حکم دیا کہ چھت سے گرا کر شہید کر دیئے جائیں اُس وقت اس بادۂ الفت کے متوالے کا دِل امام عالی مقام کی طرف متوجہ ہے اور التجا کے لہجہ میں عرض کر رہا ہے ؎

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست ⁂ تو نیز بر سر بام آکہ خود تماشائیست

امام عالی مقام اور آگے بڑھے تو زہیر بن قین بجلی ملے وہ حج سے واپس آرہے تھے مولیٰ علی سے کدورت رکھتے تھے مگر امام عالی مقام نے نہ معلوم کیا فرما دیا کہ ساتھ ہو لیئے اور اپنے ساتھیوں سے کہدیا کہ جو میرے ساتھ رہنا پسند کرے رہے ورنہ یہ پچھلی ملاقات ہے لوگوں نے ساتھ ہو جانے کا سبب پوچھا کہا کہ شہر پر ہم نے جہاد کیا وہ فتح ہوا کثیر غنیمتوں کے ملنے پر ہم خوش ہوئے حضرت سلمان فارسی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب تم جوانان آل محمد کو پاؤ تو اُن ساتھ ہو کر دشمن سے لڑنے پر اس سے زیادہ خوش ہونا اب وہ وقت آگیا ہے میں تم سب کو سپرد بخدا کرتا ہوں پھر اپنی بی بی کو طلاق دیکر کہا گھر جاؤ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تم کو کوئی نقصان پہنچے۔

یہ برکت والا قافلہ اور بڑھا تو ابن اشعث کا بھیجا ہوا آدمی ملا جو حضرت مسلم کی وصیت پر عمل کرنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا اُس سے حضرت مسلم کی شہادت کی خبر معلوم ہونے پر بعض ساتھیوں نے امام کو قسم دی کہ یہیں سے پلٹ چلیئے مگر مسلم شہید کے عزیزوں نے کہا کہ ہم کسی طرح نہیں پلٹ سکتے یا خون ناحق کا بدلہ لیں گے یا مسلم مرحوم سے جا ملیں گے امام نے فرمایا تمھارے بعد زندگی بیکار ہے پھر جو لوگ اثنائے راہ میں آملے تھے اُن سے ارشاد فرمایا کہ کوفیوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اب جس کے جی میں آئے پلٹ جائے یہ اس غرض سے ارشاد ہوا تھا کہ لوگ اس لئے ہمراہ ہوئے تھے کہ امام ایسی جگہ تشریف لئے جاتے ہیں جہاں کے لوگ داخل بیعت ہو چکے ہیں یہ سُن کر سوا اُن چند بزرگان خدا کے جو مکہ معظمہ سے ہمرکاب تھے سب نے اپنی اپنی راہ لی موضع اشراف سے کچھ ہی بڑھے ہیں کہ ایک سواروں کا لشکر ادھر آتا ہوا نظر آیا جب وہ لوگ قریب آئے تو معلوم ہوا کہ حُر ہیں جو ایک ہزار سواروں کے سردار بنا کر اس غرض سے بھیجے گئے ہیں کہ جوانان جنت کے سردار کو بد کردار ابن زیاد کے پاس لیجائیں اس مقام پر چونکہ ٹھیک دوپہر ہو چکا ہے یہاں امام کے ساتھیوں نے سواریوں کو پانی پینے کی غرض سے کھول دیا ہے اور ساتھ ہی نماز ظہر ادا کرنے کا خیال ہے امام عالی مقام نے حُر سے دریافت کیا کہ اپنے ہمراہیوں کو تم نماز پڑھاؤ گے انھوں نے عرض کیا نہیں حضور امام ہیں ہم سب اقتدا کریں گے

غرضکہ امام عالی مقام نے یہاں ایک پُرزور تقریر کی جس میں حق اپنی طرف ہونا ثابت کردیا اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھے بُلایا ہے اگر تم مجھے اطمینان دلاؤ تو میں تمھارے شہر کو چلوں ورنہ واپس جاؤں حُر نے عرض کیا کہ میں ابن زیاد کی طرف سے اس پر مامور ہوں کہ آپ کو وہاں لیجاؤں لہذا دن بھر تو میں آپ کے ہمراہ رہوں گا البتہ شب میں آپ زنانہ خیمہ میں قیام کرنے کے عذر سے جدھر چاہیں چلے جائیں میں تعرض نہ کرونگا۔ ابھی نینوئے پہنچے تھے کہ ایک سوار کوفہ سے آتا ہوا ملا جو حر کے نام ابن زیاد کا اس مضمون کا خط لایا تھا کہ حسین پر سختی کر جہاں ٹھہریں کھلے میدان میں پانی سے دور ٹھہریں اور یہ قاصد تجھ پر بار مسلط رہیگا تاکہ مجھے تیرے طرز عمل سے مطلع کرے حُر نے خط امام کو سُنایا اور اپنی مجبوری ظاہر کی یہاں امام کے ساتھیوں میں مشورہ ہونے لگا حتی کہ دن ختم ہوگیا اور محرم کی دوسری رات کا چاند اپنی ہلکی ہلکی روشنی دکھانے لگا دونوں لشکر علیحدہ علیحدہ ٹھہرے اندھیرا بڑھ گیا ہے دونوں طرف شمعیں روشن ہونے لگی ہیں امام عالی مقام کے ہمراہیوں نے امام مظلوم کو اس بات پر تیار کرلیا ہے کہ رات کی تاریکی میں یہاں سے کسی طرف چلدیں تاریک رات خاندان نبوت کے چاند تاروں کو اس امر میں مدد دینے کیلئے تیار ہے رات زیادہ آگئی ہے زمانہ پر نیند کا جادو چل گیا ہے لشکر حُر سے نفیر خواب بلند ہوئی ہے امام جنت مقام جنہوں نے اتنی رات اسی موقع کے انتظار میں جاگ جاگ کر گزاری ہے کوچ کی تیاریاں فرمارہے ہیں اسباب جو شام سے بندھا رکھا تھا بار کیا گیا عورتوں بچّوں کو سوار کردیا گیا ہے اب یہ مقدس قافلہ اندھیری رات میں فقط اس آسرے پر روانہ ہوگیا ہے کہ رات زیادہ ہے دشمن سوتے رہیں گے اور ہم اُن سے صبح ہونے تک بہت دور نکل جائیں گے باقی رات سواریوں کو تیز چلاتے گزری اب تقدیر کی خوبیاں کہ مظلوموں کو

صبح ہوتی ہے تو کہاں کربلا کے میدان میں یہ محرم سنہ ۶۱ھ کی دوسری تاریخ اور پنجشنبہ کا دن ہے عمر بن سعد اپنا ناپاک لشکر لیے ہوئے سامنے پڑا ہے فرات کے گھاٹوں پر پانچسو سوار بھیجکر ساقی کوثر کے بیٹے پر پانی بند کر دیا ہے امام عالی مقام کے سمجھانے سے ابن سعد نے ایک صلح آمیز خط ابن زیاد کو لکھ بھیجا اس شقی نے ابن سعد کو حلیم مزاج خیال کیا اور گلزار مصطفوی کے نوشگفتہ پھولوں پر سختی کرنے کے لئے شمر ذی الجوشن کو کوفہ سے روانہ کیا اور اس مضمون کا خط ابن سعد کے نام لکھکر دیا کہ میں نے تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ تو حسین پر سختی کر کے انھیں سر اطاعت بنا کر یہاں بھیجدے نہ کہ نرمی کرنے کے لئے تو اگر میری حکم کی تعمیل کریگا تو انعام پائیگا ورنہ ہمارا لشکر شمر کی کمان میں دیدے شمر نے جب ابن زیاد کو خط دیا اس نے کہا کہ تیرا برا ہو تو نے ہی کام بگاڑا ورنہ میں جانتا تھا کہ صلح ہو جائیگی اور حسین ہرگز اطاعت قبول نہ کریں گے خدا کی قسم اُن کے پہلو میں اُن کے باپ کا دل ہے شمر نے پوچھا اب تو کیا کرنا چاہتا ہے بولا جو ابن زیاد نے لکھا ہے یا لآخر نویں محرم سنہ ۶۱ھ کو پنجشنبہ کے دن شام کے وقت کوفی لشکر حملہ کیا چاہتا ہے اور امام عالی مقام خیمہ اطہر کے سامنے رونق افروز ہیں آنکھ لگ گئی ہے اپنے جد امجد کو خواب میں دیکھا ہے کہ لخت جگر کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھکر فرما رہے ہیں اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا الٰہی حسین کو صبر و اجر عطا فرما اور ارشاد ہوتا ہے کہ تم عنقریب ہم سے ملا چاہتے ہو اپنا روزہ ہمارے پاس آکر افطار کیا چاہتے ہو جوش مسرت سے آنکھ کھل گئی دیکھا کہ دشمن حملہ آوری کا قصد کر رہا ہے جمعہ کے خیال سے اور پس ماندوں کو وصیت کرنے کی غرض سے امام نے ایک رات کی مہلت چاہی دی گئی امام عالی مقام نے پھر اپنے ساتھیوں کو جمع کیا ہے اور فرما رہے ہیں صبح ہمیں دشمنوں سے ملنا ہے بخوشی تمام اجازت دیتا ہوں کہ رات کی تاریکی میں جہاں پاؤ چلے جاؤ دشمن جب مجھے پائیں گے تمہارا پیچھا نہ کریں گے یہ سن کر امام کے بھائی بھتیجے عرض کر رہے ہیں کہ خدا ہمیں وہ منحوس دن نہ دکھائے کہ آپ نہ ہوں

اور ہم باقی ہوں امام مسلم کے بھائیوں سے ارشاد ہوتا ہے کہ تمہیں مسلم کی شہادت کافی ہے میں اجازت دیتا ہوں تم چلے جاؤ عرض کرتے ہیں کہ ہم لوگوں سے جا کر کیا کہیں یہ کہیں کہ اپنے سردار اپنے آقا اپنے سب سے بہتر بھائی کو دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ آئے نہ اُن کی طرف سے کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ مارا نہ تلوار چلائی اور ہمیں نہیں معلوم ہمارے چلے آنے کے بعد اُن پر کیا گزری ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے بلکہ اپنا جان مال اہل بچے سب آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ پر قربان ہو کر مر جائیں گے۔

خوشا حالے کہ گرد م گرد کو یت ؛ رُخ پر خوں گریباں پارہ پارہ

امام عالی مقام نے اس رات کچھ ایسے یاس بھرے اشعار پڑھے جن کا مضمون بیکسی اور بے بسی کی ایک پوری تصویر تھا زمانہ صبح و شام خدا جانے کتنے عزیزوں دوستوں کو قتل کرتا ہے اور جس کے قتل کا ارادہ کر لیتا ہے اُس کے بدلے دوسرے پر راضی نہیں ہوتا ہونے والے واقعہ کی دلخراش آواز حضرت زینب کے کان میں پہنچی صبر نہ ہو سکا۔ آخر بیتاب ہو کر چلاتی ہوئی دوڑیں کاش اس دن سے پہلے مجھے موت آگئی ہوتی آج میری ماں فاطمہ کا انتقال ہوتا ہے آج میرے باپ علی دنیا سے گزرتے ہیں آج میرے بھائی حسن کا جنازہ اٹھتا ہے اے حسین اے گزرے ہوؤں کی نشانی اور پس ماندوں کی جائے پناہ پھر غش کھا کر گر پڑیں اللہ اکبر آج مالک کوثر کے گھر میں اتنا پانی بھی نہیں کہ بیہوش بہن کے منہ پر چھڑکا جائے جب ہوش آیا تو فرمایا بہن اللہ سے ڈرو اور صبر کرو جان لو سب زمین والوں کو مرنا اور سب آسمان والوں کو گزرنا ہے اللہ کے سوا سب کو فنا ہے۔ میرے ماں باپ بھائی مجھ سے افضل تھے ہر مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چلنی چاہیے آخر کار یہ مہلت کی رات بھی گزر گئی اور آنیوالی تمام دنوں میں زیادہ درد بھرا دن طلوع آفتاب کے ساتھ ہی نمودار ہو گیا۔ محرم ۶۱ھ کی دسویں تاریخ وہ بلا انگیز تاریخ ہے جس میں آل محمد کے چند نونہال تین دن رات بھوکے پیاسے رہ کر

کوفیوں کے جور و جفا کا شکار ہو نگے یہ وہی دن ہے جس میں خاتون جنت کے خاندان کا ہر نوجوان ایک ایک کر کے فردوس بریں میں داخل ہوگا جمعہ کی سحر محشر زا منھ دکھاتی ہے امام عالی مقام خیمہ سے برآمد ہو کر اپنے بہتر ۷۲ ساتھیوں کا لشکر مرتب فرما رہے ہیں جن میں ۳۲ سوار ہیں اور ۴۰ پیادے ہیں میمنہ پر زہیر بن قین میسرہ پر حبیب بن مطہر سردار بنائے گئے ہیں اس کے بعد امام عالی مقام گھوڑے پر سوار ہوئے اور اتمام حجت کے لئے لشکر اعدا کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے برادرانِ ملّت حق اتباع کرنے کے لائق ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے میں وہ ہوں میرے جد امجد نے تمھیں کلمہ طیبہ پڑھایا مسلمان کیا اس کا صلہ تم یہ دیے رہے ہو کہ مجھ پر اور میرے اہل وعیال پر پانی بند کر رکھا ہے میرے قتل پر آمادہ ہو خون کے پیاسے ہو رہے ہو تم اگر حق پر آؤ تو سعادت پاؤ ورنہ جو کرنا ہے کر گزرو بس اس تقریر کا ختم ہونا تھا کہ اشقیائے کوفہ کا ٹڈی دل لشکران بہتر انفاس قدسیہ پر جھک پڑا اور موت کا بازار گرم ہوگیا۔

نزدیک والے تلوار نیزہ چلاتے اور دور والے تیر برساتے مگر جوانان آل محمد اور جاں نثاران اہل بیت کا ایک ایک آدمی اس جاں بازی اور سرفروشی سے لڑا کہ آج دنیا میں ایک نظیر قائم کر دی اور دفتر شہادت کو اس اصول پر مرتب کیا کہ پہلے جاں نثار اپنی جانیں قربان کریں پھر بعد میں جوانان آل محمد میدان میں آئیں لشکر اعدا میں سے حضرت حُر بھی امام عالی مقام کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اپنی حراست میں لینے کی معافی چاہ لی ہے اب یہ مٹھی بھر لشکر صبح سے بر سر پیکار ہے لڑتے لڑتے جمعہ کی نماز کا وقت آگیا ہے نماز کی مہلت چاہی اُن بیدینوں نے قبول کر لیا نماز کے بعد پھر بدستور میدان کارزار گرم ہوگیا اور خاندان نبوت کے فدائی بڑے شوق و ذوق سے اپنی جانیں قربان کرنے لگے ان مقدس گروہ

کا ایک متنفس بھی لشکر اشقیا پر حملہ کرتا تو سارے لشکر میں ہل چل پڑ جاتی۔
روضتہ الشہدا میں ہے کہ جب حُر زخمی ہو کر گرے امام کو آواز دی امام عالی مقام بیقرار ہو کر تشریف لے گئے اور سخت جنگ کرنے کے بعد اُٹھا لائے زمیں پر لٹا دیا اور اُن کا سر اپنے زانو پر رکھکر پیشانی اور رخساروں کی گرد دامن سے پوچھنے لگے حُر نے آنکھ کھول دی اور اپنا سر امام کے زانو پر پاکر مسکرائے اور عرض کی کہ حضور اب تو مجھ سے خوش ہیں فرمایا ہم تم سے راضی ہیں اللہ بھی تم سے راضی ہو۔ حُر نے یہ مژدہ سُنکر امام پر نقد جاں نثار کیا۔ ؎

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے ؛ تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے

حُر کی شہادت کے بعد سخت لڑائی شروع ہو گئی جب امام عالی مقام کے ساتھیوں نے دیکھا کہ اب ہم میں امام کی حفاظت کرنے کی طاقت نہ رہی تو شہید ہونے میں جلدی کرنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہمارے جیتے جی امام عرش مقام کو کوئی صدمہ پہنچے اللہ اکبر جاں نثاری یہ ہے اور قربان ہو جانا اسے کہتے ہیں غرضکہ امام عالی مقام کے تمام رفقا ایک ایک کر کے ہمیشہ کے لیئے رخصت ہو گئے اور میدان میں اب صرف جوانان آل محمد نظر آنے لگے لڑائی کا یہ منظر بڑا قابل دید منظر ہے۔ اب وہ مقدس اور پاک نفوس شمشیر بکف ہو کر میدان میں آ گئے ہیں جن کی شجاعت کا چرچا آسمان کے رہنے والے فرشتوں اور زمین کے بسنے والے انسانوں میں ہے اس وقت اگر کربلا کا میدان جنگجو بہادروں سے بھرا ہوا ہے تو قضائے آسمان کو ملائک نے آ آ کے بھر دیا ہے ایک طرف اگر شہدائے سلف کی روحیں اس خونی منظر کو دیکھنے آگئی ہیں تو دوسری طرف خود سرکار دو الاتبار جناب احمد مختار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنے جگر گوشوں کے صبر و ثبات بصالت و شجاعت کا نظارہ فرمانے تشریف لے آئے ہیں نوجوانان اہل بیت ایسے جانبازانہ حملے کر رہے ہیں کہ

ادھر شہدائے کرام کی روحیں بے اختیار جزاک اللہ کہہ اٹھتی ہیں اُدھر صف ملائکہ کی آفرین سے ہوا گونجنے لگتی ہے محمدی کچھار کے شیر جدھر حملہ کرتے ہیں اُدھر کُشتوں کے پشتے لگ جاتے ہیں کوفی بھیڑوں کے گلے کی طرح بھاگتے نظر آتے ہیں مگر دشمن کے بے شمار لشکر سے یہ گنتی کے سادات کبار کب تک لڑتے آخر کار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اب امام مظلوم تنہا رہ گئے خیمے میں تشریف لا کر اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت عبد اللہ کو (جو عوام میں علی اصغر مشہور ہیں) گود میں اُٹھا کر میدان میں لائے ایک شقی نے ایسا تیر مارا کہ گود ہی میں ذبح ہو گئے امام نے اُن کا خون زمیں پر گرایا اور دعا کی کہ الٰہی اگر تو نے آسمانی مدد ہم سے روک لی ہے تو انجام بخیر فرما اور ان ظالموں سے بدلہ لے

پھول کھل کھل کر بہار جانفزا دکھلا گئے ؛ حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

انسان جب ہوا و ہوس کے مضبوط جنگل میں پھنس جاتا ہے تو اسے اپنے کردار کی بھلائی برائی میں امتیاز نہیں رہتا بلکہ اُسے وہی مشورہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ جو مطلوب تک پہنچا دے اور اسی کو صلاح نیک جانتا ہے جس سے مطلب براری ہو جائے خواہ اُس کا مطلوب شر محض یا محال و ناممکن ہو۔

حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ یوں ہی حسن و عشق کے نام لیوا وصال محبوب کے اس درجہ متوالے ہوتے ہیں کہ وصال کے شوق میں فراق کی گھڑیاں گنتے عمر کٹ جاتی ہے پھر اگر قسمت کی یاوری سے وعدۂ وصال کے دن قریب آ جاتے ہیں تو اُن کی روح اس قفس عنصری میں بیحد گھبراتی اور پریشان ہوتی ہے اور اُس گھڑی کی بڑے شوق سے منتظر رہتی ہے کہ جس گھڑی اس قید تنہائی کا زمانہ ختم ہو اور قفس عنصری ٹوٹے اور وہ اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔

چنانچہ یزید ابن زیاد ابن سعد نے جو کچھ اب تک خاندان نبوت کے ساتھ کیا وہ خلافت امارت وحکومت کی ہوس میں کیا اور اب جو کچھ امام مظلوم کے ساتھ کریگا وہ بھی اُس ہوس ہی پر مبنی ہوگا اور امام عالی مقام نے ابتک جو کچھ کیا وہ وصال محبوب کے شوق میں اور اب وعدہ وصل چونکہ قریب آچکا ہے اِس لئے آمام عرش مقام کی روح فصل شہادت کا مضطربانہ انتظار کر رہی ہے۔ ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک ❊ آتشِ شوق تیز تر گردد

اب یہ میدانِ کربلا کا سب سے پچھلا مگر سب سے زیادہ دِل ہلا دینے والا نظارہ ہے کہ امام عالی مقام ہزاروں دشمنوں خون کے پیاسوں کے نرغے میں بالکل یکہ وتنہا رہ گئے ہیں اور اس وقت کس قیامت کا دردناک منظر پیش نظر ہے کہ امام مظلوم اپنے گھر والوں سے رخصت ہورہے ہیں بیکسی کی حالت تنہائی کی کیفیت تین دن کے پیاسے مقدس جگر پر سیکڑوں تیر کھائے ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ یہ جانے کا سامان فرما رہے ہیں اہل بیت کی صغیر سن صاحبزادیاں دنیا میں جنکی نازبرداری کا آخری فیصلہ ان کی شہادت کے ساتھ ہونیوالا ہے بے چین ہو ہو کر رو رہی ہیں بیکس سیدانیاں جن کا عیش و آرام ان کی رخصت کے ساتھ نیم باد کہنے والا ہے سخت بے چینی کے ساتھ اشکبار ہیں بعض وہ مقدس صورتیں جن کو بیکسی کی بولتی ہوئی تصویر ہر طریقہ سے کہنا درست ہو سکتا ہے جن کا سہاگ خاک میں ملنے والا اور جن کا ہر آسرا ان کے مقدس دم کے ساتھ ٹوٹنے والا ہے روتے روتے بے حال ہوگئی ہیں اس وقت حضرت امام زین العابدین کے دل سے کوئی پوچھے کہ حضور کے ناتوان دل نے آج کیسے کیسے صدمے اٹھائے اور اب کیسی کیسی مصیبتوں کے سامان ہو رہے ہیں بیماری پردیس بچپن کے ساتھیوں کی جدائی ساتھ کھیلے ہوؤں کا فراق پیارے بھائیوں کے داغ نے دل کا کیا

حال کر رکھا ہے اب ضد پوری کرنے والے اور ناز اٹھانے والے باپ کا سایہ بھی سر مبارک سے اٹھنے والا ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ ان تکلیفوں مصیبتوں میں کوئی بات پوچھنے والا نہیں۔ ؎

دردِ دل اٹھ اٹھ کے کس کا راستہ تکتا ہے تو ؛ پوچھنے والا مریض بیکسی کا کون ہے

اب امام بچوں کو کلیجہ سے لگا کر عورتوں کو تلقین صبر فرما کر تشریف لے چلے ہیں ہائے اس وقت کوئی اتنا بھی نہیں کہ رکاب تھام کر سوار کرائے یا میدان تک ساتھ جائے ہاں کچھ بیکس بچوں کی دردناک آوازیں اور بے بس عورتوں کی مایوسی بھری نگاہیں ہیں جو ہر قدم امام کے ساتھ ساتھ ہیں امام مظلوم کا قدم آگے پڑتا ہے یتیمی بچوں اور بے کسی عورتوں سے قریب ہوتی جاتی ہے امام کے متعلقین امام کی بہنیں جنھیں ابھی صبر کی تلقین فرمائی گئی ہے اپنے زخمی کلیجوں پر صبر کی بھاری سل رکھے ہوئے سکوت کے عالم میں بیٹھی ہیں یہ کچھ اس قیامت کا دردناک نظارہ ہے کہ جس کے دیکھنے کے لیے حوریں جنت سے نکل آئی ہیں۔ فرشتوں نے سطح ہوا پر ہجوم کیا ہے اور خود حضور انور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اپنے بیٹے اپنے لاڈلے حسین کی قتل گاہ میں تشریف رکھتے ہیں ریش مبارک اور سر اطہر کے بال گرد میں اٹے ہوئے اور مقدس آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا ہے دست مبارک میں ایک شیشہ ہے جس میں شہیدوں کا خون جمع کیا گیا ہے اور اب مقدس دل کے چین پیارے حسین کے خون بھرنے کی باری ہے۔ ؎

بچۂ ناز رفتہ باشد زجہاں نیاز مندے ؛ کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

ساعت آہ و بکا و بیقراری آ گئی ؛ سیّدِ مظلوم کی رن میں سواری آ گئی

ساتھ والے بھائی بیٹے ہو چکے ہیں سب شہید ؛ اب امامِ بیکس و تنہا کی باری آ گئی

اب چاروں طرف سے امام مظلوم پر جنھیں شوقِ شہادت ہزاروں دشمنوں کے

مقابلہ میں اکیلا کر کے لایا ہے نرغہ ہو اامام داہنی طرف حملہ فرماتے تو دور تک سوار دں
پیادوں کا نشان نہ رہتا بائیں طرف تشریف لے جاتے تو دشمنوں کو
میدان چھوڑ نا پڑ تا خدا کی قسم وہ فوج اس طرح اُن کے حملوں سے پریشان تھی
جیسے بکریوں کے گلے پر شیر آپڑ تا ہے لڑائی نے طول کھینچا ہے دشمنوں کے
چھکے چھوٹے ہوئے ہیں ناگاہ امام کا گھوڑا بھی کام آگیا پیادہ ایسا قتال فرمایا
کہ سواروں سے ممکن نہیں حملہ کرے، اور فرماتے کیا میرے قتل پر جمع ہوئے ہو ہاں خدا کی
قسم میرے بعد کسی کو قتل نہ کرو گے جس کا قتل میرے قتل سے زیادہ خدا کی ناخوشی
کا باعث ہو جب شمر خبیث نے کام نکلتا نہ دیکھا لشکر کو للکارا تمھاری مائیں تم کو
روئیں کیا انتظار کر رہے ہو حسین کو قتل کرو اب چار طرف سے ظلمت کے ابر
اور تاریکی کے بادل فاطمہ کے چاند پر چھا گئے زرعہ بن شریک تمیمی نے بائیں شانہ
مبارک پر تلوار ماری امام تھک گئے ہیں زخموں سے چور ہیں ۳۳ زخم نیزے
کے اور ۳۴ گھاؤ تلوار کے لگے ہیں تیروں کا شمار نہیں اُٹھنا چاہتے ہیں اور گر
پڑتے ہیں اسی حالت میں سنان بن انس نخعی شقی ناری جہنمی نے نیزہ مارا کہ وہ عرش
کا تارا زمین پر ٹوٹ کر گر پڑا سنان مردود نے خولی بن یزید سے کہا سر کاٹ لے
اُس کا ہاتھ کانپا سنان ولد الشیطان بولا تیرا ہاتھ بیکار ہو اور خود گھوڑے سے
اُتر کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے تین دن کے پیاسے کو
ذبح کیا اور سر مبارک جدا کر لیا۔ امام عالی مقام شہید تو ہو گئے دیکھنا یہ ہے کہ کمال
شہادت کے تمام مراتب کو کس خوبی سے طے فرمایا شہید ہوتے ہیں تو کہاں وطن
مالوف (مدینہ منورہ) سے منزلوں دور غریب الوطنی کی حالت میں اور وہ بھی کب
جبکہ تن تنہا رہ گئے بھائی بیٹے بھانجے بھتیجے غرضکہ سب جاں نثار ایک ایک
کر کے آپ کے سامنے ذبح کر دیئے گئے۔ جان بھی دیتے ہیں تو کس

جانبازی سے کہ دشمنوں کے ٹڈی دل کو خطرے میں بھی نہ لائے اور نہ مدافعت جیسے کمزور اصول کی پابندی کی بلکہ دلیرانہ حملہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے اور پسماندوں میں چھوڑا تو کسے بعض یتیم بچّوں اور چند بیکس بیواؤں کو کہ انھیں بھی دشمنوں نے قید کر لیا ستم یہ کہ وہ اب بھی ظالم دشمنوں کے دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے بلکہ اون کے خیمے لوٹ لیے گئے لاش یوں ہی کھلے میدان میں پڑی رہتی تو صبر آتا یہ بھی نہ ہوا بلکہ فاطمہ کے گود کے پالے اور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سینہ پر کھیلنے والے کے تن مبارک کو گھوڑوں سے روندا گیا کہ سینۂ وپشت نازنین کی تمام ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں۔ سر کو قلم کرکے پہلے کوفہ میں ابن زیاد کے پاس پھر وہاں سے شہروں وقصبوں و دیہاتوں میں ہوتا ہوا دمشق میں یزید پلید کے پاس بھیجدیا گیا غرضکہ وہ کونسی مصیبت تھی جو امام عالی مقام نے نہایت صبر واستقلال سے برداشت نہ کی تین شب وروز بھوک پیاس کی تکلیف اٹھائی جوان بیٹوں بھانجوں بھتیجوں کی لاشیں خاک وخون پر تڑپتی دیکھیں بے گناہ بچّوں نے تیر کے نشانے کھا کر گود میں دم دیا واہ رے استقلال وثابت قدمی کہ یہ کچھ منظور کیا مگر ایک فاسق فاجر کی بیعت کو منظور نہ کیا یہی وجہ ہے کہ آج تمام عالم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کا دل امام عالی مقام کی عظمت سے پُر نہ ہوا اور یزید جیسے پلید کو اہل بیت رسالت کی بے حرمتی کرنے پر دل سے برا نہ جانتا ہو امام مظلوم کو شہید کرکے یزید اور اُس کے ہوا خواہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ہرگز نہیں اس لیئے کہ ان ظالموں نے اگر بوستان رسالت کے مہکتے ہوئے پھولوں کو پتی پتی کرکے بکھیرا یا خاندان نبوت کے گھروں کو بے چراغ کیا اور تمام مسلمانوں کے کلیجوں میں ہاتھ ڈالا یا دنیا بھر کی لعنت ملامت اپنے سر لی تو کس لیئے چند ماہ کی حکومت کیلیئے کہ اس کے

بعد امام عرش مقام کے چاہنے والے رب عزوجل نے اُن میں سے ایک ایک کو کتّے سوؤر کی موت مار کر جہنم رسید کر دیا مگر اس معرکہ میں کامیاب ہوئے تو کون جو بظاہر ناکام رہے اور فتح ہوئی تو کس گروہ کو جسکی شکست کا دنیا بھر کو آج تک کامل یقین ہے بات یہ ہے کہ عشاق کے نزدیک کامیاب زندگی وہ ہے جسکا اختتام رضائے محبوب پر ہو ورنہ اُن کے نزدیک زندگی بے نتیجہ اور موت بے لطف امام مظلوم کے ساتھیوں نے اپنے محبوب (امام عالی مقام) پر اُن کے آنکھوں دیکھتے گلے کٹوا دیئے کہ اُن کے نزدیک اِس سے بڑھکر کوئی کامیابی نہیں علیٰ ہذا القیاس امام عرش مقام نے اپنے محبوب (باری تعالیٰ) کی رضا پر گھر لٹا دیا اہل و عیال بھائی بھانجے بھتیجے غرضکہ سارے خانداں کو قربان کر دیا اور منہ سے اُف نہ کی اور اُن سب کے بعد اپنی جان رضائے محبوب پر قربان کر کے خود بھی فردوس بریں میں مقام کیا اس طرح اپنی اس مہم میں کامیاب ہو گئے خداوند عالم دنیا و آخرت قبر و حشر میں ہمیں اُن کے برکات سے بہرہ مندی بخشے

آمین یا ارحم الراحمین۔

• • •

منقبت شریف درشان سیدنا امام عالیمقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

شہ خوباں پہ ہر خوبی و خصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ ان پر کرامت ناز کرتی ہے

جہان حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے ان کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے

شہنشاہِ شہیداں ہو انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے

جبین ناز ان کی جلوہ گاہ حسن ہے کس کی
رخ زیبا پہ حضرت کی ملاحت ناز کرتی ہے

نگاہ ناز سے نقشہ بدل دیتے ہیں عالم کا
ادائے سرور خوباں پہ ندرت ناز کرتی ہے

فدائی ہوں تو کس کا ہوں کوئی دیکھے مری قسمت
قدم پر جس حسیں کی جان طلعت ناز کرتی ہے

خدا کے فضل سے اخترؔ میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

یومِ عاشورہ کی اہمیت

از : حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا صاحب قادری مصباحی دامت برکاتہم العالیہ قاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے محرم کی دس تاریخ یعنی عاشورہ کا روزہ رکھا، اس کو دس ہزار فرشتوں، دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حج وعمرہ کرنے والوں کا ثواب دیا جائے گا۔ جس نے عاشورہ کو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کے بال کے عوض جنت میں اس کا درجہ بلند کرے گا۔ جس نے عاشورہ کی شام کو کسی مومن کا روزہ کھلوایا گویا اس نے اپنی طرف سے تمام امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو افطار کرایا اور ساری امت کا پیٹ بھرا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں اور سمندروں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا ـــــ لوح وقلم کو بھی عاشورہ کے دن پیدا فرمایا ـــــ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق عاشورہ کے دن ہوئی ـــــ اور ان کو عاشورہ ہی کے دن جنت میں داخل فرمایا ـــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے ـــــ ان کے بیٹے کا فدیہ قربانی عاشورہ کے دن دیا گیا۔ ـــــ فرعون کو عاشورہ کے دن دریائے نیل میں ڈبا دیا گیا ـــــ حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف عاشورہ کے دن دور فرمائی ـــــ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ عاشورہ کے دن قبول فرمائی ـــــ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش عاشورہ کے دن معاف فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے ـــــ قیامت عاشورہ کے دن واقع ہو گی (غنیۃ الطالبین)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روزے کے ساتھ ہم کو بڑی فضیلت عطا فرمائی؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ کیوں کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی، ستاروں اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا ـــــ لوح و قلم عاشورہ کے دن پیدا کئے گئے ـــــ حضرت جبرئیل اور دوسرے ملائکہ علیہم السلام کو عاشورہ کے دن پیدا کیا ـــــ حضرت آدم و حضرتِ ابراہیم علیہما السلام کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے عاشورہ کے دن نجات بخشی اور ان کے فرزند کا فدیہ عاشورہ کے دن دیا ـــــ فرعون کو عاشورہ کے دن غرقاب کیا ـــــ حضرت ادریس علیہ السلام کو عاشورہ کے دن آسمان پر اٹھایا ـــــ حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف کو عاشورہ کے دن دُور کیا ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عاشورہ کے دن آسمان پر اٹھایا ـــــ اور عاشورہ کے دن ہی ان کی پیدائش ہوئی ـــــ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی ـــــ حضرت داؤد علیہ السلام کی خطا بھی اسی دن معاف ہوئی ـــــ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن و انس پر حکومت اسی دن عطا ہوئی ـــــ قیامت عاشورہ کے دن ہوگی ـــــ آسمان سے سب سے پہلے بارش عاشورہ کے دن ہوئی ـــــ جس دن آسمان سے پہلی مرتبہ رحمت نازل ہوئی وہ عاشورہ کا دن تھا ـــــ جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا وہ مرض الموت کے علاوہ کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا ـــــ جس نے عاشورہ کے دن پتھر کا سُرمہ آنکھوں میں لگایا تمام سال آشوب چشم اس کو نہیں ہوگا ـــــ جس نے اس دن کسی کی عیادت کی گویا اس نے تمام اولادِ آدم کی عیادت کی ـــــ جس نے عاشورہ کے دن کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا گویا اس نے ایک لمحہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔

(غنیۃ الطالبین)

حضرت سلیمان بن عیینہ نے بروایت جعفر کوفی، ابراہیم بن محمد (جو اپنے زمانے کے بہت بڑے بزرگ سمجھے جاتے تھے) سے روایت کی ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عاشورہ کے دن جو شخص اپنے گھر والوں پر خرچ میں فراخی و وسعت سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ پورے سال اس کو فراخی و وسعت عطا فرماتا ہے ہم نے پچاس سالوں سے مسلسل اس کا تجربہ کیا ہے اور ہمیشہ روزی کی فراخی ہی میسر ہوئی ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

شبِ عاشورہ کی نمازیں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عاشورہ کی شب میں عبادت کی تو اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اس کو زندہ رکھے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص شبِ عاشورہ میں رات بھر عبادت میں مشغول رہے اور صبح کو وہ روزہ سے ہو تو اس کو اس طرح موت آئے گی کہ اس کو مرنے کا احساس بھی نہیں ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورہ کا دن یا شبِ برات ہوتی ہے تو اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازے پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں:۔ ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے ــــ ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے ــــ ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔ (خزانۃ الروایات)

یومِ عاشورہ کی نمازیں:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور پچاس بار سورۂ اخلاص پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گذشتہ پچاس برسوں اور آئندہ پچاس برسوں کے گناہ معاف فرمادے گا ــــ ملاء اعلیٰ میں اس

کے لئے نور کے ہزار محل تعمیر کرائے گا۔

ان ہی سے ایک دوسری روایت منقول ہے کہ چار رکعت دو سلاموں سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ، سورۂ زِلزال، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص ایک ایک دفعہ پڑھے اور بعد نماز ستر بار درود شریف پڑھے۔ (غنیۃ الطالبین)

یوم عاشورہ میں آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ جو سورت چاہے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والوں کو بے شمار ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ہمیں اس نماز کا پچاس سالوں سے تجربہ ہے۔ اللہ تعالیٰ رزق میں زیادتی عطا فرماتا ہے۔

راحۃ القلوب میں ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن ستر بار یہ دعا:۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑھے اسے بخش دیا جائے گا اور اس کا نام اولیاء کبار میں لکھا جائے گا۔

ایک سال تک زندگی کا بیمہ (دعائے عاشورہ)

یہ دُعا بہت مجرب ہے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص عاشورۂ محرم کو طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک اس دعا کو پڑھ لے یا کسی سے پڑھوا کر سن لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یقیناً سال بھر تک اس کی زندگی کا بیمہ ہو جائے گا۔ ہرگز موت نہ آئے گی اور اگر موت آنی ہی ہے تو عجیب اتفاق ہے کہ پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔

دُعائے عاشورہ

یَا قَابِلَ تَوْبَۃِ اٰدَمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا فَارِجَ کَرْبِ ذِی النُّوْنِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا جَامِعَ شَمْلِ یَعْقُوْبَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا سَامِعَ دَعْوَۃِ مُوْسٰی وَھَارُوْنَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا مُغِیْثَ اِبْرَاھِیْمَ مِنَ النَّارِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا رَافِعَ اِدْرِیْسَ اِلَی السَّمَآءِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَۃِ صَالِحٍ فِی النَّاقَۃِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا نَاصِرَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاقْضِ حَاجَاتِنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَطِلْ عُمْرَنَا فِیْ طَاعَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ وَرِضَاكَ وَاَحْیِنَا حَیٰوةً طَیِّبَةً وَّتَوَفَّنَا عَلَی الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ بِعِزِّ الْحَسَنِ وَاَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِیْهِ فَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْهِ ۔

پھر سات بار پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَهَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰی وَزِنَةَ الْعَرْشِ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا نَسْئَلُكَ السَّلَامَةَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ عَدَدَ ذَرَّاتِ الْوُجُوْدِ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

امورِ مستحسنہ

یوم عاشورہ کو اپنے اہل وعیال ومتعلقین پر نفقہ میں وسعت کرنا بہترین کھانوں کی فراوانی اور عمدہ کپڑوں کی زیبائش کا انتظام کرنا اور تحفہ وانعام دینا چاہیئے۔

یتیموں کے سروں پر دستِ شفقت پھیرنا اور انھیں بھی کھانے پینے میں شریک کرنا اور اپنے بچّوں کی طرح انھیں بھی انعامات دینا۔

احباب وپڑوسیوں کو کھانے کی دعوت دینا اور فقیروں ومحتاجوں کو بھی کھانے میں شریک رکھنا اور بقدر وسعت ان کی امداد کرنا۔

اگر دو مسلمانوں کے درمیان دشمنی ہو تو ان میں صلح کرانا۔

اپنے سنّی رشتہ داروں ومسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کرنا۔

غسل ومسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔

بہترین کھانا یا کھچڑا پکوا کر اور شربت بنوا کر حضرات صحابۂ کرام واہل بیت اور شہدائے کربلا

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ میں نذر کرنا۔

دینی جلسوں کا انعقاد کرنا جس میں علماء اہلِ سنّت وجماعت سے عظمت مصطفےٰ وفضائل صحابہ واہلِ بیت جو مستند روایتوں سے ثابت ہو سننا اور دشمنانِ اسلام اور بدمذہبوں، یعنی رافضی، دہابی، دیوبندی، مودودی، ندوی، تبلیغی کے رد میں تقریریں کروانا۔

اہلِ سنّت کو احکامِ شریعت پر عمل کرنے کی ترغیب دینا اور تزکیہ نفوس اور تطہیر قلوب پر زور دینا اور اسلامی وضع قطع اپنانے کی تاکید کرنا۔

رسوماتِ ممنوعہ

ایاّم محرّم میں رنج وغم کرنا۔ سوگ منانا، رونا، سینہ کوبی کرنا، نوحہ وماتم کرنا، پان نہ کھانا، عورتوں کا چوڑیاں نہ پہننا، نیلے ہرے اور سیاہ ماتمی کپڑے پہننا، عاشورہ کے دن گھر میں جھاڑو نہ دینا، ماہ محرم میں شادی بیاہ نہ کرنا، حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور بزرگ کی فاتحہ محرّم میں نہ دلانا، عَلَم وتعزیہ بنانا اور تاشے باجے، ڈھول ڈھاک کے ساتھ دھوم دھام سے اٹھانا اور گلی گلی گھمانا اور اس پر روپے پیسے اور مٹھائیاں لٹانا۔ اور تعزیہ کو روضۂ امام عالی مقام سمجھ کر سجدۂ تعظیمی کرنا (شریعت مصطفویہ میں غیرخدا کو سجدۂ تعظیمی بھی حرام ہے) تعزیہ داری کے موقع پر دُلدل وپری وغیرہ بنانا (شریعت اسلامیہ میں جاندار کی تصویر بنانا بھی حرام ہے) لیکن ان مذکورہ بالا کاموں کے کرنے والوں کو کافر ومشرک سمجھنا، جیسا کہ زمانۂ حال کے دہابیوں کا شیوہ ہے۔ یہ غلط ہے بلکہ یہ خود توہین خدا ورسول کے جرم میں مرتد وبے دین ہیں۔ مذکورہ بالا افعال ناجائز وحرام ہیں۔ ہر مسلمان کو ان سے بچنا چاہیئے۔ رافضیوں کی مجلسوں میں جانا اور ان کی بکواس کو سننا اور ان کے ماتم کدہ میں جانا اور ان کی پرسادلینا سب ممنوع ہے۔

●●●